مولای صل وسلم دائما ابدا

درسِ حدیث

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

زُہد کا تعلق قلب سے ہوتا ہے۔ رہبانیت عیسائیوں کی ایجاد ہے
حضرت ابوذرؓ مال جمع کرنے کے مخالف تھے اُس کی گردش کے نہیں
غلامی کا حکم ملتوی ہے منسوخ نہیں

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 54 سائیڈ B 1985 - 12 - 13)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

یہ صحابہ کرامؓ کے فضائل و مناقب ہیں اُن میں حضرتِ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایت میں آیا ہے کہ آسمان تلے اور زمین کے اُوپر اِن سے زیادہ صاف گو دُوسرا آدمی نہیں ہے اور دُوسری روایت میں '' اَوْفٰی '' کا لفظ بھی ہے لہٰذا مکمل طرح بیان کرنے والے اِن سے زیادہ اور کوئی نہیں ہے، اِس میں آتا ہے **شِبْہُ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ** یہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے مشابہ ہوں گے یا ہیں **یَعْنِیْ فِی الزُّھْدِ** زُہد میں اُن کے مشابہ ہیں۔

''زُہد'' کا مطلب :

زُہد جو ہے اِسلام میں دُنیا سے محبت نہ ہونے کو کہا جاتا ہے دِل میں دُنیا کی محبت نہ ہو یہ زُہد ہے اور

دُنیا کی محبت ہو یہ زُہد نہیں ہے چاہے اُسے کچھ بھی میسر نہ ہو۔

عرب کی کچھ منڈیاں :

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ ہے اِس طرح کا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے منٰی میں ایک تاجر کو دیکھا جو اَپنے کاروبار میں لگا ہوا تھا، عرب میں کچھ بازار اَور کچھ منڈیاں زمانۂ جاہلیت سے ہر سال لگا کرتی تھیں یہ شروع ہوتی تھیں یکم ذی قعدہ سے۔ **عکاظ ، مجنه ، ذوالمجاز** پھر **منٰی** اِس طرح سے اِن بازاروں کے نام تھے۔ یکم ذی قعدہ سے بارہ تیرہ ذی الحجہ تک تقریبًا ڈیڑھ مہینہ چالیس دن سے کچھ زیادہ یہ طائف کی طرف سے جو راستہ آتا ہے اُسی میں یہ سارے بازار لگتے تھے۔ بازار کہہ لیجیے پینٹھ کہہ لیجیے سالانہ منڈیاں کہہ لیجیے اُس میں قسم قسم کا سامان ہوتا تھا جو لوگ خرید وفروخت کرتے تھے، اِسلام کا جب دَور آیا تو بھی یہ رہا، یہ ایک صدی کے بعد تقریبًا ایک سو اُنیس میں یہ بازار ختم ہوئے اَب منٰی کا بازار رَہ گیا تو منٰی میں حجاج کی جو روزمرہ کی کھانے پینے کی چیزیں ہوتی ہیں وہاں اُس کا بازار لگ گیا اُن کو اِس سے سہولت ہوتی تھی باقی جو اَور چیزیں ہوتی ہیں خرید وفروخت کی تو اُن کی مکہ مکرمہ میں بہت بڑی بڑی مارکیٹیں ہوگئیں ہیں اَب تو یہ صورت ہے باقی شروع اِسلام میں یہ ایک صدی سے زیادہ رہا ہے پھر ایک دَور آیا سخت خیال لوگوں کا خوارج کی قسم تھی وہ، اِن لوگوں نے یہ مارکیٹیں بند کردیں بازار بننے بند کردیے منڈیاں لگنی بند کردیں۔

ایک تاجر کا قصہ جو زَاہد تھا :

حضرتِ جنیدِ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا ایک شخص کو جو دِن بھر اپنے کاروبار میں لگا رہا منٰی میں اَور اُس کا دِل خدا سے ذرا سی دیر کے لیے بھی غافل نہیں ہوا اَور دُوسری طرف اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک فقیر کو دیکھا جو مانگتا ہی پھرتا رہا دِن بھر اَور خدا کا نام لے کر خدا کا واسطہ دے کر مانگتا رہا ہے لیکن دِل خدا کی طرف ذرا سی دیر کے لیے بھی نہیں بس دُوسروں کی طرف دیکھتا رہا ہے۔

زُہد دل سے ہوتا ہے :

تو دَرحقیقت جسے زُہد کہا جائے وہ ہے ہی قلب سے تعلق رکھنے والی کیفیت تو اِس کو تعلق کس سے ہے اگر دُنیا سے ہے تو زاہد نہیں۔ اَور اِس کو بڑی خطرناک چیز بتایا گیا ہے **حُبُّ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَةٍ** یہ

دُنیا کی محبت جو ہے ہر گناہ کی جڑ ہے ہر گناہ اِس سے نکلتا ہے تو یہ زَاہد نہ ہوا بلکہ اِس کے اُلٹ ہوا۔

دُوسری طرف زُہد ہے، زُہد کا مطلب یہ ہے کہ دُنیا سے محبت نہ ہو چاہے وہ اُس تاجر کی طرح ہو جو دِن بھر کاروبار میں لگا رہا تو حضرتِ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اُس کے قلب کے بارے میں نظر رکھتے رہے اَور اَنداز فرماتے رہے تو چاہے وہ بادشاہ ہو جیسے عمر اِبن عبد العزیزؒ تھے یا اَور کوئی ہو ساری دُنیا کا بادشاہ ہو جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام جو زاہد تھے۔

رَہبانیت عیسائیوں کی اِیجاد ہے اِسلام میں زُہد ہے :

تو زُہد کا مطلب یہ سمجھ لینا کہ تارک الدنیا ہو جائے ایک طرف بیٹھ جائے جا کر وہ زاہد ہے یہ غلط فہمی ہے اِس کا نام ہے ''رہبانیت'' یہ عیسائیوں نے اِیجاد کی تھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے اِنہیں یہ نہیں بتایا وَرَهْبَانِيَّةَ ن ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ ہم نے تو یہ کہا تھا کہ خدا کی رضا چاہو اگر تم کمائی کروگے مقصد یہ ہوگا کہ میں لوگوں کی ضرورتیں پوری کرسکوں اَور خدا راضی ہو تو یہ بھی دُرست ہے اَور تارک الدنیا ہو کر بیٹھ جانا یہ اُنہوں نے اپنی طرف سے اِیجاد کیا ہے اِسلام میں یہ ہے ہی نہیں سِرے سے، اگر اِسلام میں یہ ہوتا تو حکومت کیسے ہوتی فتوحات کیسے ہوتیں۔

اَلبتہ دُوسری چیز پر بڑا زور دیا کہ تعلق دِل کا جو ہے وہ خدا سے رکھو وہ اِن چیزوں سے نہ رکھو وَلَا يَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا یہ دُنیاوی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ اَور تم کو خدا کے بارے میں دھوکے میں نہ ڈال دے شیطان، ''غرور'' جو ہے شیطان کا نام ہے غرور کے معنٰی دھوکے میں ڈالنے والا اَور وہ شیطان ہے یہ تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے۔ تو اَصل چیز جو شریعتِ مطہرہ نے بتلائی جنابِ رسول اللہ ﷺ نے بتلائی اَور جسے فلسفیانہ طور پر بھی صحیح تسلیم کرنا پڑے گا وہ یہی ہے کہ اَصل تو ہے دِل کا تعلق کہ وہ کس سے ہے ؟ وہ اگر خدا سے ہے تو سب ...... ٹوٹتے چلے جائیں گے سارے کام کرے گا زیادہ کام کرے گا دیانت داری سے کرے گا اَور اگر یہ نہیں ہے دُنیا سے تعلق ہے تو دُنیا کی خاطر ہر کام کرے گا اَور ہر بُرائی کرے گا اَور برائی میں پڑتا چلا جائے گا۔

تو زُہد کا تعلق دِل سے ہوا، نہ مال سے ہے، نہ جان سے ہے، نہ مرتبے سے ہے، نہ بادشاہت سے ہے، نہ فقیری سے ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ایک فقیر ہو جو جھونپڑی میں رہتا ہو لیکن دِل اُس کا اِدھر ہی لگا رہتا ہو کہ

کوئی میرے پاس آئے مجھے ماننے والا اَور شاید اُس نے یہ حلیہ اِسی لیے اَپنایا ہو کہ مجھے ماننے والے بڑھ جائیں تو اُس کا دِل تو دُنیا میں لگا ہوا ہے خدا کی طرف نہیں ہے۔ اَور ایک شخص جو دُنیا کے کاموں میں لگا ہوا ہے لیکن اُس کا خدا سے تعلق ہو چاہے وہ پوری دُنیا کا بادشاہ ہو اَور یہ اُس کے تابع ہو، مخلوقات جو غائب ہیں وہ بھی تابع ہوں لیکن تعلق خدا سے ہو تو وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی مثال ہے وہ زاہد بھی تھے زاہد سے بھی آگے نبی تھے نبوت خدا نے اُن کو عطاء فرمائی تھی تو نبی تو زاہد سے بھی بہت آگے ہوتا ہے اُس کو تو سوائے خدا کے کسی سے تعلق ہوتا ہی نہیں۔ تو زُہد کا لفظ یہاں آیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی زاہد تھے سفر بھی فرماتے رہے سب کچھ کرتے رہے اَور اپنے پاس کبھی کچھ نہیں جمع کرتے تھے۔

حضرت اَبوذر رضی اللہ عنہ مال جمع کرنے سے روکتے تھے اُس کی گردش سے نہیں :

حضرتِ اَبوذر رضی اللہ عنہ کا جو مسلک تھا وہ یہ تھا کہ روپیہ پیسہ یہ جمع کرنے کی چیز نہیں ہے یہ گردش کی چیز ہے ہر وقت کام میں آنا چاہیے کسی نہ کسی۔ اَدنیٰ درجہ تو یہ ہے کہ کسی کی ضرورت پوری ہو جائے کھانے پینے پہننے اُس سے اُوپر کا دَرجہ یہ ہے کہ قومی ضرورت مُلکی ضرورت پوری ہو تجارت میں لگا رہے اَور مال کے محفوظ رہنے کا جو معاملہ ہے اُس کا تعلق بیت المال سے ہے اگر جمع رہ سکتا ہے تو وہاں رہ سکتا ہے لوگ اپنے پاس جمع نہ رکھیں کیونکہ بیت المال سے غرباء میں تقسیم ہوتا ہے اَور اُن کے کام آکر پھر سے گردش میں آجاتا ہے۔

نبی علیہ السلام کی تعلیم ...... مال اَور گردش :

رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں بھی یہی سبق دیا ہے ایک دِن عصر کی نماز پڑھائی ہے پھر جنابِ رسول اللہ ﷺ اَچانک ایک دم تشریف لے گئے، لوگوں کو تشویش ہوئی کہ یہ خلافِ عادت ایسے ایک دم اُٹھ کر جانا یہ کیسے ہوا ؟ تو تشریف لائے پھر فرمایا لوگوں کے اِستفساری چہروں سے اَنداز فرمایا کہ یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں بتلایا کہ بات یہ ہوئی کہ مجھے خیال آیا کہ ہمارے پاس جو کچھ مال تھا وہ تقسیم کر دیا مگر ایک "تِبر" یعنی ٹکڑا سونے کا وہ میرے ذہن میں آیا کہ وہ رہ گیا تو میری طبیعت میں خیال آیا کہ اَب رات ہو جائے گی تو رات کو بھی میرے پاس رہے گا تو میں نے چاہا کہ وہ تقسیم کر دُوں۔ یہی حال اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا بھی تھا اُن کو بہت کچھ ملتا تھا مگر سب تقسیم کر دیتی تھیں جو ضرورت مند آیا ضرورت کا اِظہار کیا اُس کو اُنہوں نے دے دیا، غلاموں کو آزاد کرانا وغیرہ وغیرہ۔

اِسلام کی اَخلاقی برتری .... جنگی قیدی/ غلام بنانا :

ایک دَور تھا غلامی کا کہ جنگی قیدی نہیں رکھے جاتے تھے جنگی قیدی رکھنے کا مطلب تو یہ ہے کہ سرکاری خرچ ہو اُن پر، وہ لوگ یہ نہیں کرتے تھے بلکہ اُن سے نوکروں والا کام لے لیتے تھے تو اُن کو بانٹ دیتے تھے وہ غلام ہو گئے باندیاں ہو گئیں یہ طریقہ تھا تو اِسلام نے بھی جنگی قیدی جو رکھے اُن کو اِسی طرح سے کیا اَب دَور بدل گیا اَور رسول اللہ ﷺ کی تعلیم ہے یہ کہ اگر کوئی کافر ہمارے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے تو ہمیں اُس سے زیادہ اچھا حسن سلوک کرکے دِکھانا چاہیے نَحْنُ اَحَقُّ بِمَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ مِنْھُمْ جو اَخلاق کی برتریاں ہیں بلندیاں ہیں ہم اُن سے زیادہ حقدار ہیں ہم پر یہ زیادہ واجب ہیں۔

اگر وہ کسی حسن اَخلاق کا مظاہرہ کر رہے ہیں تو ہم اُس سے زیادہ کریں قیدیوں کا بھی یہی ہے بعد میں دَستور بدل گیا۔ ایک کھیل ہوتا تھا سالانہ اِٹلی میں جس میں یہ غلاموں کو مارا کرتے تھے زخمی کرتے تھے۔ بہرحال تڑپا تڑپا کے مارتے تھے اِسلام نے یہ تو منع کر دیا ہے مُثلہ (کان ناک ہونٹ چوٹی کاٹنا اَور آنکھیں نکال دینا وغیرہ) بھی منع ہے، منہ پر مارنا بھی منع ہے غلام ہو کافر ہو اُس کے منہ پر بھی مارنا منع کیا گیا تو اِسلام نے بہت زیادہ اُن سے بہتر سلوک بتائے ہیں شاید اِس کا یہ اَثر پڑا ہو کہ پھر اُنہوں نے غلام بنانا چھوڑ دیا اَور اِسلام نے بھی چھوڑ دیا کیونکہ تعلیم ہے کہ ہم اُن سے بھی بہتر سلوک کریں۔ اَب اُنہوں نے جنگی قیدیوں کا ایک سلسلہ شروع کر دیا تو اِسلام میں بھی یہ جائز نہیں رہا لہٰذا جنگی قیدی رکھے جا سکتے ہیں غلام نہیں بنایا جا سکتا ہر کسی کو، لیکن اگر کسی وقت اُنہوں نے ایسی حرکت پھر شروع کر دی کہ ہمارے قیدیوں کو غلام بنا لیں اَور باندیاں بنا لیں اُنہیں جیسے تقسیم کے وقت مشرقی پنجاب میں مسلمان عورتیں رہ گئیں تو پھر ہمارے لیے بھی یہ جائز ہو جائے گا۔

غلام اَور باندی کا حکم ملتوی ہوا ہے منسوخ نہیں :

یہ حکم ملتوی ہے منسوخ نہیں، ناسخ اِس کا کوئی نہیں اَور اِلتواہی کی ضرورت ہے نسخ کی ضرورت نہیں۔ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعتِ مبارکہ میں زُہد بہت تھا کوئی چیز نہیں رکھتے تھے اَبوذر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی تھا کہ پیسہ جمع نہیں رکھتے تھے لیکن آمدنی کے ذرائع مثال کے طور پر جائیداد ہو یا گزر اَوقات کا طریقہ کچھ اَور ہو اُس کے وہ قائل تھے اُس کا اِنکار نہیں کیا تو گزر اَوقات کے ذرائع ہوں اُن سے وہ کام اَپنا چلاتا رہے اَور باقی دُوسرے ضرورت مندوں پر خرچ کرتا رہے اَور خدا سے ثواب کی اُمید رکھے، یہ ہے تعلیم۔

مزید بہتر :

اَور ایک اِس سے بھی بہتر طریقہ اِسلام نے بتایا ہے اِیثار یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِہِمْ وَلَوْکَانَ بِھِمْ خَصَاصَةٌ دُوسروں کو اپنے اُوپر ترجیح دیتے ہیں چاہے اپنے آپ اُس کی شدید ضرورت ہو، جس چیز کی خود کو شدید ضرورت ہے اُسے دُوسروں کو دیتے ہیں۔ اَور یہ ایسا تھا کہ اِس عادت نے پوری طرح رواج پایا اَور یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ یہ صرف خلفاء راشدین کے دَور تک یا اُس سے پہلے جنابِ رسول اللہ ﷺ کے زمانے تک رہا ہے، نہیں بلکہ بعد تک رہا ہے اِس کی مثالیں ہر زمانے میں اَور شہداء میں بھی ملتی ہیں تو اُس میں ایک قصہ یہ ہے کہ پانی مانگا ایک زخمی نے تو اُس کے پاس لے کر پانی پہنچے ہیں تو دُوسرے نے مانگا اِس نے کہا کہ اُسے دو اُس کے پاس گئے تو اُس نے آواز سُنی کسی اَور کی تو اِس نے کہا کہ اُسے دو، اُس کے پاس گئے تو اِنتقال ہوگیا اُس کا، پھر جب دُوسرے کے پاس آئے تو اِس کا بھی، تیسرے کے پاس واپس لوٹ کے گئے تو اُس کا بھی اِنتقال ہو گیا۔ اِس میں دو چیزیں ہیں بیک وقت ایک اِیثار دُوسرے اپنے درجے کی بلندی کہ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ وہ زخمی جسے (زخمی ہونے کے بعد) کسی قسم کی سہولت نہ مل سکی ہو اُس کا دَرجہ اللہ کے یہاں زیادہ بلند ہے تو یہ اپنے درجے کی کمی نہیں چاہتے تھے اُس وقت بھی جبکہ اُن کی یہ حالت ہو کہ شہید ہو رہے ہیں دَم نہیں نکل رہا ہے زخمی ہیں اُنہیں اپنے درجے کا خدا کے قرب کا خیال تھا تو دُوسروں کو ترجیح دینا اِیثار ہے یہ اِسلام کی تعلیم ہے۔

تو زُہد ہوا یعنی دُنیا کی محبت نہ ہو چاہے کتنا بھی مال ہو کسی کے پاس آتا رہے مال آتا ہے کوئی فرق نہیں پڑتا زُہد پر۔

نبی علیہ السلام کی دُعا اَور مال کی کثرت :

یہ قدرتی طور پر ایسے ہی ہے ایک صحابی تھے اُن کو لے گئیں اُن کی خالہ اَور دُعاء کے لیے دَرخواست کی اَور کہا کہ اِسے بیعت کر لیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ بہت چھوٹا ہے پھر حضور ﷺ نے سر پر ہاتھ پھیر دیا اَور دُعاء دے دی برکت کی کہ اللہ برکت دے۔ اُن کا یہ حال رہا ہے کہ وہ جاتے تھے منڈی میں بازاروں میں خرید و فروخت کرتے تھے جانوروں ہی کی خرید و فروخت اگر کرتے تھے تو اِتنا بچ جاتا تھا کہ ایک اُونٹ پورا اُن کو بچت ہو جاتی تھی وہ بھر لیتے تھے تو حضرتِ عبداللہ اِبن عمرؓ، حضرتِ عبداللہ اِبن زبیرؓ یہ دونوں جب اُنہیں

کہیں دیکھتے تھے کہ جا رہے ہیں خرید و فروخت کے لیے تو کہہ دیتے تھے کہ ہمیں بھی شریک کر لینا اپنے کاروبار میں جو بھی کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی دُعاء اِن کو لگی ہوئی تھی تو نقصان نہیں ہوتا تھا نفع ہی ہوتا تھا۔ تو فرق یہ نکلے گا مسلمان مال دار اَور دُوسرے میں کہ اُس میں اِیثار ہوگا زُہد ہوگا محبت نہیں ہوگی۔

بادشاہ اَور نواب بھی رَنگ میں رَنگ گئے :

اَور اِسی سے ایک چیز اَور نکل آئی دَرمیان میں جو (مسلمان) بادشاہوں میں آگئی وہ سخاوت ہے بادشاہ دُوسروں کو دیتے تھے، نوابوں کو دیتے تھے اَور وہ آگے دیتے رہتے تھے اَور اَب تک بھی یہ بگڑے ہوئے زمیندار بگڑے ہوئے نواب بھی خرچ کرتے رہتے ہیں جو بھی دین کے راستے میں ہو۔ یہ ہمارے راؤ صاحب تشریف فرما ہیں اِن کے خاندان نے وہ رائے پور کی خانقاہ بنائی ہے اَور حضرت بھی اِنہی کی برادری کے تھے حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ رشتے داری تھی اُن سے، تو اَب اِن کا جو سارا خاندان تھا وہ اُس کے لیے جو خدمت ہو سکتی تھی وہ کرتے تھے۔

تو یہ ایک سخاوت کا قصہ ہے مہمان نوازی کا اُس میں بتا دیا مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ جو اللہ اَور آخرت پر اِیمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ اِکرام کرے اپنے مہمان کا وغیرہ، ایسی تعلیمات ہیں بہت ساری چیزیں ہیں اِنشاء اللہ پھر عرض کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِتباعِ سنت کی توفیق عطاء فرمائے اَور اپنی رحمتوں سے نوازے، آمین۔ اِختتامی دُعاء.................